نائبِ خدا

عزیر حجازی

anonymouscreative.deviantart.com

نائبِ خدا

عزیر حجازی

طاہر پبلی کیشنز، اُردو بازار لاہور

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمت بھیج۔ جس طرح

صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

الٰہی برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمدؐ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کو بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب:	نائب خدا
مصنف/شاعر:	عزیر حجازی
پروف ریڈنگ:	مولانا محمود حسین
کمپوزنگ:	حافظ خرم اقبال
سرورق:	ماڈرن ایڈورٹائزر
تعداد:	500
ناشر:	طاہر پبلی کیشنز، اُردو بازار لاہور
قیمت:	۲۵ روپے

پیش لفظ

وَاِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَامَنْ یُّفْسِدُفِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ(30)

ترجمہ

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

تفسیر میں اگرچہ ''نائب خدا'' آدم اور انبیاء علیہم السلام کرام کو کہا گیا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کرام کا مقصد قتل و غارت نہیں ہوتا' چونکہ فرشتوں نے غیب کے اس علم' جو انہی خدا نے عطا کیا سے حساب لگا کر کہا کہ وہ قتل و غارت کرے

گا۔اس لحاظ سے نائبِ خدا سے مراد انسانوں کی تمام مخلوق ہے۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے عزیر نے اپنی ذات کا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی خودی کو بھرپور جھنجوڑا ہے۔اور پھر خودی کو ملت کے نوجوانوں میں پیدا کرنے کیلئے اپنے الفاظ کو اشعار کے قالب میں ڈال کر کتابی شکل میں لائے اتنی چھوٹی سی عمر میں حالات کی رنگ بدل بدل کر آنے والی آندھیوں اور طوفانوں کا سامنا کرنے اور ان آندھیوں اور طوفان کو موسم بہار کی بارش میں تبدیل کرنے کا جو عظیم کام کیا۔اللہ اس کام کا اسے عظیم اجر عطا فرمائے۔(آمین)

موجودہ حالات میں پیدا ہو چکنے والی پریشانیوں،مصیبتوں،غموں اور تکلیفوں کو شکوہ کی صورت میں ڈال کر خدا کے سامنے التجا و فریاد کرنا اور پھر جواب شکوہ کے بعد ان مسائل کا حل ''نائبِ خدا'' کی صورت میں لکھا گیا ہے اس کتاب میں دنیا کے مسلمانوں کو فرقہ واریت سے نکالتے ہوئے ایک ہونے کی بھائی بھائی ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔آزاد پاکستان اب ایک فرض ہے جسے ملت کے نوجوانوں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ نبھانا ہوگا۔تاکہ آنے والے بچے آزادی کی سانسیں لے سکیں کالے من سے کی جانے والی عبادتوں رسموں و رواجوں کے خلاف لکھی جانے والی یہ کتاب قارئین کو انشاءاللہ صراط مستقیم سمجھانے میں بھرپور قرار عطا

کرے گی۔شک وشبہات،وہم گمان کی عبادتوں سے مسلم کو جو آج مل چکا ہے۔اس کالے دھبے کو مٹانے کے لیئے اور عشق وخودی ویقین سے خدا کو راضی کرنے کے لیئے ایک عرصے سے عزیر کاوشیں کرتا رہا ہے اور مسلسل اسی راستے پہ گامزن رہتے ہوئے اپنی اگلی کتاب ''خدا ابلیس اور میں'' لکھنے میں مصروف ہے اللہ اس کے لفظوں کو اپنا نور عطا فرمائے اور ہر ایک کو اس دور کے مطابق قرآن وحدیث سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

علامہ نثار علی

گاؤں مرزاپور

انتساب

مسلم امہ کے نام

فہرست

نمبر	تفصیل	صفحہ	نمبر	تفصیل	صفحہ
01	بڑی حسرت ہے تجھ سے ملنے کی	10	20	انہوں نے یہ شکایت بھیجی ہے	45
02	دربدر جستجو کیا رہیں	12	21	منصور آئے بیٹھے ہیں ان کے پاس	47
03	وہ اِن دلوں جو ہمارے نہیں ہیں	14	22	دل کے ٹکڑے تھے لوگوں کی ہنسی تھی	49
04	داستانِ غم ہم کس کو سنائے	16	23	عادت تھی شیخ کو ہنسنے کی	51
05	تھوڑا اِدھر پڑا ہوں تھوڑا اُدھر پڑا ہوں	18	24	اس کے پاس نہ رحیم تھا نہ رام تھا	53
06	راتوں کو فقیروں کے بھیس میں	19	25	اے سیف خالدؓ! شجاعت علیؓ! نگاہ غنیؓ!	55
07	نالائق دل کو کتنی عزت ملی	21	26	شکستہ دل سے ملال و غم نکلے	57
08	ایک ملاقات حجازی کے نام لکھ لو	22	27	اس سے بڑا ستم کیا دیکھوں	59
09	نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ مطمئنہ	24	28	برداشت نہیں رکھتا صبر نہیں رکھتا	61
10	غم تنہائی میں بہت غمزدہ دیکھے	25	29	پالپا پیٹ کچھا پنا بھی زہریلا ہے حجازی مان لو	63
11	احرام باندھے آیا مجھ سے ملنے ابلیس	27	30	لوٹنے والوں نے بہت لوٹا	65
12	نقش کے خدوخال پا سیر حسین کا اتنا جھکاؤ	29	31	شاہ ولولاک، اُمت محمدی	67
13	زندگی لائی ہے عمر یا دیں ذلیخا کی	31	32	دلِ عُمر بازیر پاؤں ہے سیاسی امرا کے	69
14	قصیر امرا کا قصہ یاد آیا	33	33	دیکھنا آتا ہے تجھے سہنا آتا ہے تجھے ورنہ	71
15	غموں کو نچوڑ کر جو دیکھا	35	34	قبر، حشر، جہنم سے گزرا ہوں	73
16	کتنے غمزدہ درد تھے	37	35	زمانے کے ستمگروں نے چاک چاک کر دیا	75
17	سات قبیلوں سے سات قاتل تھے	39	36	رنگینیاں، بہاریں اب کچھ خاص نہیں	77
18	جو آس تھی اُن سے وہ ناکام ہوئی	41	37	تیرے گھر دل سجدے میں پڑا ہے	79
19	کئی دلوں سے چُپ ہے	43	38	ایک ہی دین کے کتنے نام بناتے ہو	82

نمبر	تفصیل	صفحہ	نمبر	تفصیل	صفحہ
39	کہنے پہ عمل نہیں کچھ یقین مستحکم نہیں	85	59	دل امیر ہوئے دولت سے	126
40	آتش نمرودی بھی ہے سبب ابراہیمی ﷺ بھی ہے	87	60	چلو آج کہہ دیتے ہیں	128
41	گزر رہے خزاں میں مسلماں کیوں ہے	89	61	برسوں سے دل کیوں سوختہ ہے	130
42	مت جھکا کرو تم میرے آگے	91	62	حجازی یہ کیا کر دیا ہم نے	133
43	چھین کے یتیموں کا مال	93	63	دل کی نگری میں آج تماشا کمال ہوا	135
44	قرآن پاک کو تکیہ بناتے ہو اور خوب سوتے ہو	96	64	رحم پہ اترا ہے کوئی آج پھر موڑ دو	137
45	محبوب ذرا دیکھئے جن کے لئے آپ کے آنسو تھے	98	65	پیچھے بھاگتے بھاگتے دنیا کے	139
46	خیالوں میں رکھتے ہو جسے اِک گمان ہے	100	66	نا نا نا نُن نُن ہوا مکمل تھا	141
47	بازار میں جو آدمی ہو بے پردہ عورت ہو	102	67	مغرب والوں سے کیا مقابلہ	143
48	قاتل اسلاف، قاتلِ ایمان، قاتلِ قرآن میں ہیں	104	68	انسان کو انسان سے اتنی محبت	144
49	دو قدموں کے درمیاں اتنے فاصلے کیوں ہیں	106	69	آتی ہے پر نظر نہیں ملا کے جاتی	146
50	عقل و شعور کا دعویٰ رکھتے ہو	108	70	ذرد گھاس کے اوپر شبنم وفا میں ہے	148
51	اب مکہ مسلم میں کس قدر غریب ہیں	110	71	میرے نالوں سے کئی آہیں	149
52	کر نہیں کرتے ہیں آگے سونے کی تلوار دیکھ کر	112	72	ماتب رقص میں ہے کہ بندۂ نماز میں ہے	151
53	یتیموں کے مال سے جب تو اسے چومتا ہوگا	114	73	قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے	153
54	چمٹا نے کے تراشے ہوئے سکوں کے عوض	116	74	صداقت بن، عادل بن، تحمی بن، بہادر بن	155
55	کافر مسلم ظاہر باطن مسلم کافر	118	75	قابلِ شان مرد مومن کی ہوں دکھاؤں گا	157
56	محفلِ ارض پہ آدم کی ہنائی ہے	120	76	خوشخبری ہو جسے جنت کی	159
57	افراتفری ہر سُو حشر دیتا دیکھتا ہوں	122	77	دل بھی ایک کرو جاں بھی ایک کرو	161
58	لہو پیتے ہیں زندوں کو جلاتے ہیں	124	78	خدایا اس جان کو اک نئی جاں دے	163

بڑی حسرت ہے تجھ سے ملنے کی
پھر مجھ سے خود کو کیوں چھپا رکھا ہے

ہر سُو ہوکے آنکھوں سے اوجھل ہو
راز اس آنکھ مچولی میں کیا رکھا ہے

کئی اُلجھنے ہیں تُو ملے تو تجھے بتلاؤں
میں نے اپنے دل میں تجھے کیا کیا بنا رکھا ہے

تیرے جلوے ہیں چار سُو چار سُو تیری محفلیں
ہر شخص کو خود کا لباس پہنا رکھا ہے

تڑپتا ہوں، مچلتا ہوں بڑے شوق سے گرتا ہوں سجدوں میں
مجھے اپنا بڑی شدت کا دیوانہ بنا رکھا ہے

بہت سوچتا ہوں تیری ہستی پہ
اسی عشق نے مجھ کو گھیرے میں گھوما رکھا ہے

مسجدوں میں تم ہو مندروں میں تم ہو
تم کیا ہو اور خود کو کیا بنا رکھا ہے

تیرا متلاشی ہوں یا خدا مجھے بتا
کس سمت میں خود کو آشنا رکھا ہے!

در بدر جستجوئے یار میں
چاکِ گریباں کے وہ سہانے قصّے

جبر سے ہٹا کے سبھی پردے نجانے کس کو دیکھا
کیا مسجد، کیا مندر، کیا مے خانے، کیا بُت خانے

قصورِ عشق بھی دیکھئے کہ کتنا ستم گر
آپ ہی سب کچھ ہوکے سولی منصور بھی دیکھے

آپ اپنی دیکھ کی خاطر معراج
کہاں تھے تب وقت کے تقاضے

عشق رسوا ،عشق بدنام، عشق برباد
عقل کے تقاضے کسی پاگل کے حوالے

عشق فریب، عشق مکار، عشق عیار
قصرِ ابلیس سے لے جائے صراطِ مستقیم کے رستے

وہ اِن دِنوں جو ہمارے نہیں ہیں
کتنی زبانوں کو ہم سہتے رہتے ہیں

وہ جہاں جاتے ہیں ہم وہیں ہوتے ہیں
ہمارے ہو جایئے یہی بات اُن کو کہتے رہتے ہیں

اُن کی خاطر ہمارے علاوہ اور لوگ بھی ہیں
چلو ہم تو روتے ہیں وہ بھی روتے رہتے ہیں

اُن کی یہی ادا اچھی لگی لوگوں کو
غیروں پہ کرم اپنوں پہ ستم کرتے رہتے ہیں

عام سی بات ہے دیارِ عشق میں
دغا باز بھی دھوکے کھاتے رہتے ہیں

بے موت بھی کوئی مرتے ہیں بھلا
اکثر اس کے شہر میں دیکھتے رہتے ہیں

آخر ان کی طرف سے پیغام آیا حجازیؔ
پروانوں کا کام ہے وہ تو جلتے رہتے ہیں

داستانِ غم ہم کس کو سناتے
ہم سے آپ مل لیتے تو اچھا ہوتا

ہمارے پاس آپ کا کچھ نہیں رہا
آپ کچھ دے جاتے تو اچھا ہوتا

تڑپ رہے ہیں حالاتِ مسلم
شاہِ لولاک کو گلے لگاتے تو اچھا ہوتا

ذرد چہرے کی سانسیں ہیں
آپ اِک نظر کر جاتے تو اچھا ہوتا

دیارِ حجاز کو کیا ملا ہے
کچھ قتل دیکھ جاتے تو اچھا ہوتا

دل غم کی نعمت سے بھر گئے ہیں
کچھ نعمت لے جاتے تو اچھا ہوتا

تھوڑا اِدھر پڑا ہوں تھوڑا اُدھر پڑا ہوں
آقا مجھے سمیٹ لیجئے میں بکھرا پڑا ہوں

قرآن چاہتا ہوں، ایمان چاہتا ہوں، اسلام چاہتا ہوں
دیکھئے اِدھر کہ بڑی نازک حالت میں کھڑا ہوں

جو میں نے مجھ پہ کیا طلب گارِ معافی ہوں
وطن ٹوٹ رہا ہے نظرِ رحم چاہتا ہوں

ناپاک ہاتھوں سے کی ہے کھیتی چمنِ طیبہ میں
بڑے پیارے حجازیؔ! اب عہدِ وفا کہتا ہوں

راتوں کو فقیروں کے بھیس میں
یاد ہے مجھے وہ الجھن الجھن رہنا

وہ نظر جب تک نہ آئیں
سجدے میں ہی پڑے رہنا

آج ان کی محفل میں ہمارا نام اُٹھا
روح القدس کا آنا خبر لانا

ان کے آنے کا وقت ہو گیا ہے
کبھی اِس سے کہنا کبھی اُس سے کہنا

خدارا اس طرح نہ آیا کیجیو
بہت کٹھن ہے تیز دھڑکن سہنا

ان کے جانے پہ اِک نئی ادا دیکھی
دل کا اٹھنا دل کا بیٹھنا

حشر کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں
آپ سے توقع ہے وفادار رہنا

قسمت کیا ہے نصیرؔ
ان کا آنا ان کا جانا

نالائق دل کو کتنی عزت ملی
ہماری شہرت بہت مشہور تھی

نہ دیکھ سکے دل میں عکسِ محبوب
لوٹنے والوں کی بینائی کمزور تھی

کب کریں گے گناہوں سے توبہ
سجدے گئے تو آنکھوں میں حور تھی

ہم وفا کے تقاضے جانتے ہیں
عجب بات کہ یہ بات ان کو منظور تھی

اس بات میں ان کا فائدہ نہ تھا
پھر کوئی بات تو ضرور تھی

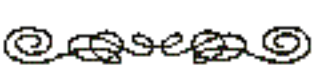

ایک ملاقات حجازی کے نام لکھ لو
ان کا ہمیں مشہور کرنا

اللہ اللہ ان کے پاس دلوں کا معاملہ
اِدھر اُدھر کرنا ہیر پھیر کرنا

مانا کہ بے رخی کے عادی ہیں آپ
اپنا کام ہمیں دیکھ کر کرنا

نجانے کیونکر اپنا لی ہے خدا نے یہ عادت
غیروں کو اپنا کرنا اپنوں کو دربدر کرنا

صیاد ان سے سیکھتے ہیں
معصوم دل پہ جبر کرنا

کچھ دیکھنا ہے ہم نے
ہماری طرف ایک نظر کرنا

جو مل جائے آپ کو فرصت
ہم کون ہیں ہمیں خبر کرنا

نفسِ امارہ، نفسِ لوازمہ نفسِ مطمئنہ
عقل کے کھیل نے خوب کھیلایا

قلبِ منیب، قلبِ سلیم، قلبِ شہید
ابھی عشق کے تار کو چھوا

شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت
عشق کی چوکھٹ کا دربان ٹھہرا

علم من اللہ، علم مع للہ، علم باللہ
عقل کا دروازہ بند ہوا

عشق کے کپڑوں میں بتاؤ کیسا لگا
لا مکاں میں حجازیؔ بقا در بقا

غم تنہائی میں بہت غم زدہ دیکھے
انسانوں کو تو انسان ہی کھا رہے ہیں

صحرا کی جانب قدموں کے نشاں دیکھے
لوگ کس جانب کو جا رہے ہیں

وہابی، شیعہ، سنی، دیوبند
مسلم کو کتنا ستا رہے ہیں

آج کل بہت یارانہ ہے ابلیس سے
شیخ جی ان کو بھی منا رہے ہیں

جن کو منانے میں کئی جانیں گئیں
ہم بھی ان کو منانے جا رہے ہیں

وہ ہمارے گھر ہیں تو گنتی میں بہت الجھن ہوئی
ان کے دیوانے اِدھر کو آتے ہی آ رہے ہیں

وہ جان بوجھ کر روٹھ گئے
کتنے دلوں کو تڑپا رہے ہیں

وہ کہتے ہیں ان کو بہت دیر ہو گئی ہے
ان کے بن ہم کیا کریں گے لو اب وہ جا رہے ہیں

احرام باندھے آیا مجھ سے ملنے ابلیس
دانہ کھانے پہ اُکسائے جا رہا تھا

اوپر سے، نیچے سے، دائیں سے، بائیں سے
خیر خواہ ہے میرا بہانے بنائے جا رہا تھا

گیہوں میں ہمیشگی کا لطف ہی لطف ہے
میرے من کو اب تو لبھائے جا رہا تھا

میٹھے بول بولے محبت نے انگڑائی لی
میرا ہم نشین میرا ہم دم منائے جا رہا تھا

زیر آئی عقل بک گیا وعدہ
برے مزے سے میں کھائے جا رہا تھا

احرام اُتار کے کہا اس نے مجھے شکریہ
کوئی کر کے مجھے برباد ہائے! جا رہا تھا

نقش کے خدوخال پہ اسیرِ حُسن کا اتنا جھکاؤ
بوجہ آدم تھی جنت میں جھلکی تھی

شیخ نے غصے میں چاند چاک چاک کردیا
جیسے جنت میں کوئی حور جھانکی تھی

بن سنگھار قدرت کتنی زہریلی تھی
رُک رُک کے دھڑکن دھڑکی تھی

آرزوئے دیدِ حُسن جو کر بیٹھے
اس کے دیوانے تھے موت کی دھمکی تھی

الفت کے تقاضوں کا پہلا صفحہ تھا
کچھ قاضی تھے تیاری فتوے کی تھی

ستم گروں نے کتنا ستم ڈھایا دل پہ
اُدھر ادائیں اٹھی تھیں اِدھر نظر جھکی تھی

ان کے بغیر جو زندگی نے جھانکا ہم میں
کھوکھلے مجسمے سے آواز کھنکی تھی

وہ جو ہمارے نہ ہوئے تو دل نے اک بات کہی
جانے دو حجازی نینوں سے ہلکی تھی

زندگی لائی ہے عمر، یادیں زلیخا کی
رنگین بہار مجھے لیلیٰ دکھاتی ہے

خدا بھی مہربان ہوا کہ زمانہ ہم نشینی کا ہے
کڑوٹیں بدل بدل کر صاحبہ اپنا آپ دکھاتی ہے

سوچتا ہوں کر ہی لوں یارانہ
نشیلی آنکھ صنم کی مجھے بھاتی ہے

سُریلے سُر تڑپ رہے ہیں
مچلتی بانو مجھے بلاتی ہے

رقاصہ کے جھومر میں جھوم جاؤں
جھانجھر پہن کے سوہنی ناچتی ہے

سسی کی سیاست نے مار ڈالا
انگڑائی لے کے دل تڑپاتی ہے

اپنے پاس ہیر بلاتی ہے
حجازی مجھے قیدو ستاتی ہے

قصرِ امراء کا قصہ یاد آیا
ناچتے گاتے کتنے خوش روگ تھے

چھت کے کنارے اس کا کیا کام تھا
ایسے عشق کے تو نہ ڈھنگ تھے

ان کو اب خیال آیا پاؤں تلے
خشک پتے تھے یا لوگ تھے

تیز دھوپ نے سفید کر دیئے
میری امنگ میں جتنے رنگ تھے

خاکی اتار کے چاندی ہو گئے
بہار میں کتنے خشک برگ تھے

اندازِ گفتگو ہمارا ان کو کیوں پسند آیا
دل سے تو وہ بہت سنگ تھے

ہماری زندگی ہماری نہ تھی ورنہ
چھڑنے کتنے سُریلے راگ تھے

غموں کو نچوڑ کر جو دیکھا
سبھی افسانے محبت کے تھے

حشر میں جی بھر کے ہو گی دیدِ یار
کچھ منظر شوقین قیامت کے تھے

کئی نمازی نظر تک نہ آئے
عشق کے سوال محنت کے تھے

شاہینوں کا ایک گروہ اڑا مسلم کے اوپر سے
آنکھوں میں لالی تھی منتظر رحمت کے تھے

پیر، مرید، ملاں، پنڈت، عالم فاضل
کئی مہمان ہوئے قصرِ دوزخ کے، جرمانے نیت کے تھے

انسانوں کو راس آئے دوزخ کے جام
شاگردِ ابلیس طلبگار جنت کے تھے

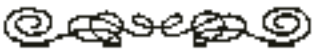

کتنے غمزدہ درد تھے
ہنستے ہنستے مر گئے

موت کی فتح ہو گئی
جنگ ہم دونوں ہار گئے

خزاں کا یہ کیسا انصاف
ہرے پتے بھی جھڑ گئے

ارضِ فانی پہ منجمند مجسمے بھی
انسانوں کے چال چلن سے ڈر گئے

انسانوں میں اخلاقِ وحشت دیکھ کر
ابلیس کے کئی چیلے ڈر سے مر گئے

ہمارے سامنے بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا
ہم خدا کو ڈھونڈنے کبھی اِدھر گئے کبھی اُدھر گئے

وہ پھر گھر کیوں کر لوٹے
جو ان کے شہر مسافر گئے

عشق و خودی پہ عقلوں کے کڑے پہرے تھے
مگر حجازی جن کا کام ہے وہ کر گئے

سات قبیلوں سے سات قاتل تھے
ہم انصاف کے دروازے پیٹتے رہے

فریاد کرتے رہے نمازی بھوک سے مرتے رہے
مسجدیں بنانا ہمارا کام تھا ہم کرتے رہے

ہمارے سامنے آ کے بولے دفع ہو جاؤ
ہم ساری زندگی جن کو ڈھونڈتے رہے

ہم بھی انسان ہیں
دیواروں پہ نام لکھتے رہے

انسان بننے میں اِک مدت لگی
بہت عرصہ لوگوں سے دور رہتے رہے

آخر کچھ بات بن نکلی
رات کے پچھلے پہر جاگتے رہے

ان سے ملنے کی خاطر کئی پاگل ہوئے
ان کی دل لگی تھی وہ ستاتے رہے

چھوٹا سا کام رہ گیا ہے کیا کل پھر آ جاؤں!
ہم نے بات بنانی تھی بناتے رہے

اس نے چاہا کہ ہم آخرت کو چاہیں
حجازیؔ ہم دنیا کو گلے لگاتے رہے

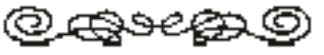

جو آس تھی ان سے وہ ناکام ہوئی
اُن کی طرف ہمارا ایک نمائندہ تھا

مطلبی دنیا ہے اس نے پوچھ کے بتایا تھا
ہمیں اپنا بنانے سے اُن کو کیا فائدہ تھا

ہماری یاد سے اُن کو سکون ملتا ہے
مشہور جو ہوا سارا قصہ افواہ تھا

انہوں نے بس ایک نظر ہی دیکھا تھا
آپ ہی بتائیے کیا یہ زیادہ تھا !

یہ اپنا ہی بندہ ہے اسے جانے دو
منکر نکیر کے لیے ہمارا بھی کوئی گواہ تھا

اُن کا کہنا ہے کہ سارا زمانہ اُن کا ہے
مجھے لگتا تھا کہ صرف میں ہی اُن کا غم خواہ تھا

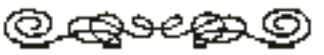

کئی دنوں سے چُپ ہے
قصہ عشق کا چھیڑا نہیں ہے

اُن سے جو پوچھا اُن کا پتہ
قسم سے خدارا نہیں ہے

کیا ہوا جو وہ بے وفا نکلے
میرا دل بھی تو میرا نہیں ہے

دل سے متاعِ جاں تک
توں ہی بتا کیا تیرا نہیں ہے

جس دل میں ہم رہ سکیں
وہ تو تیرا نہیں ہے

بے رُخی کر کے جھوٹ بولتے ہو
تم نے ہم کو مارا نہیں ہے

کیا ہوا جو زمانہ ہمارا ہے
اس کا شہر تو ہمارا نہیں ہے

کل کو ماننا ہوگا تو کیا ہوگا
حجازی تم نے خود کو سنورا نہیں ہے

انہوں نے یہ شکایت بھیجی ہے
ہم کو ملے کتنے سال ہوئے

ان کی دیکھنی ایسی تھی
خاموش سبھی دلائل ہوئے

وہ پتھر دل کیونکر ہمارے ہوئے
خدا کی کرنی تھی جو ہماری طرف مائل ہوئے

انسانی مخلوق پہ یہ کس کی سازش
سفید کپڑے خون سے لال ہوئے

کفر کھود رہا ہے اپنی قبر
عشق کے نئے خدوخال ہوئے

دوزخ کے تخیل کی لمبی راتیں تھیں
جوانی میں سفید بال ہوئے

رب کون ہے دین کیا ہے اور وہ کون ہیں؟
کیسے کیسے ہم سے سوال ہوئے

منصور آئے بیٹھے ہیں ان کے پاس
شبلی کوئی بچائے ان کو کفر سے

ہم سے لوگوں کو بہت شکوے ہیں مگر
کوئی ہم کو دیکھے ہماری نظر سے

پاس گئے تو اِک زبان تھی اس کی بھی
دل لگا لیا ہم نے دیوار سے

وہ ہمیں دِکھا کے غیروں کے پاس جاتے ہیں
کبھی ہمارے بھی تھے قسم سے سر سے

غیروں سے ان کا روز ملنا
ہم مر جائیں گے صبر سے

نا جینے دیتے ہیں نا مرنے دیتے ہیں
اللہ بچائے ان کی نظر سے

ان کی دین کے کیا کہنے
کئی جی اٹھے ہیں قبر سے

وہ ہمارے ہیں ہم ان کے ہیں
ڈرنے والے ڈریں حشر سے

انہوں نے قبول کیا ہمارے دل کو
حجازی ہم نے بہت لوٹا ان کے گھر سے

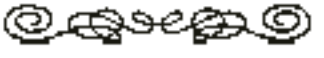

دل کے لوتھڑے تھے لوگوں کی ہنسی تھی
مذاق اڑانے والوں کی ہمت بڑی تھی

عشق کی زندگی مری پڑی تھی
شیخ جی کی شریعت نے ماری تھی

ایمان سے تو لوٹا ملاں نے
اب منکر نکیر کی باری تھی

موت کی خبر پھیلا دی حکیم نے
دل کی حالت تھی کہ سانس جاری تھی

ایک بوڑھیا جو سڑک کنارے بیٹھی تھی
اُدھار سانسوں کی ماری تھی

وہ جو کل تک حسینہ تھی
آج چہرے سے کتنی کھاری تھی

اتنے ستم ہوئے بیوہ پہ
آج جان کی بازی وہ ہاری تھی

بوڑھی ہو گئی ہے کس قدر
منافقوں سے بھی نکلی، دعا بیچاری تھی

عادت تھی شیخ کو ہنسنے کی
غم کی دہلیز بہت اونچی تھی

پرانے دروازے کی اُداس چیخیں تھی
طعانوں کا ستم کھاتی رہی بیوہ لالچی تھی

ایک کڑک تھی غزی سے عرشِ باری تک
سسکیوں سے بھری ہوئی آہ پہنچی تھی

کیا خوب رہی مغرب میں زندگی
اندھیرے میں رنگینی رچی تھی

معصوم چہرہ سرتاج کا کتنا ستم گر نکلا
کانچ کی چوڑی تھی کلائی پر کرچی کرچی تھی

عمر گزری اور پوچھا خدا کیا ہے ؟
اِک بات جو امام نے سوچی تھی

مصلحت نہ ہوتی تو سونا چاندی ہوتا کُفر
خدا کو یہی بات ہم پہ جچی تھی

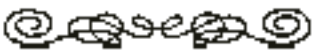

اس کے پاس نہ رحیم تھا نہ رام تھا
گاؤں کی مسجد کا وہ امام تھا

جیسے کہ ایک مفت کی زندگی ہاتھ آئی ہوئی ہے
اس کے دل سے کھیلنا لوگوں کا کام تھا

اس کے بیٹے بھی تھے بیٹیاں بھی تھیں
اس کے گھر میں پلتا کتنا بڑا آلام تھا

دیواروں پہ پڑی دراڑیں گنتا رہتا تھا
آج بھی آنسو لہو ہوتا ہوتا ایک پورا جام تھا

جوے سے جیتا ہوا مال تھا
لوگوں کے پاس اس کے نام حرام تھا

کچھ عقل مندوں نے کیا خوب افواہ اڑائی
قاتلوں کے ساتھ مولوی جی کا کام تھا

کچھ مشتعل افراد کی ملی ہوئی سازش تھی
مسجد جلانے میں مگر ایک اُسی کا نام تھا

مصیبتیں، آہیں، تکلیفیں، رنجشیں
غموں کا پتہ مولوی کے گھر کا نام تھا

جھوٹ بولتا ہے، دین سے کھاتا ہے، بے ایمان ہے
ایک شطرنج کی بازی تھی اور اس کا کام تمام تھا

آخر ایک شب سے وہ بہت دیر تک سوتا رہا
اس کے ہاتھ اس کا قتل لکھا تھا یہ خط خدا کے نام تھا

اے سیفِ خالدؓ! شجاعت علیؓ! نگاہِ غنیؓ!
تم سب کی سب کہاں اچھائیاں رہ گئیں

نصاب سے مٹتے مٹتے سبقِ اسلام
قفسِ غلام کی کہانیاں رہ گئیں

ہم آنسو ہوا قبلہ بھی ہچک ہچک کر
اہلِ ذوقِ حج دلِ پتھر ہیں گردِ کعبہ بربادیاں رہ گئیں

آہ و پکار کا حشر برپا ہے اس دل میں اے خدا
کل کے افسانے پہ میرے ہاتھوں دشواریاں رہ گئیں

اے روحِ بلالِ حبشیؓ! تیری آواز کہاں ہے
مسجدیں ہزاروں ہیں نمازیوں کی دہائیاں رہ گئیں

بیج کھائی علمِ اب و جد کی محنت
میری تہذیب میں دیوانگی کی رسوائیاں رہ گئیں

فرقے پہ فرقہ بھاری پڑتا ہے یہاں اے خدا
یہ ہے تیری رسی، وہ ہے اِدھر ہے، اُدھر ہے، لڑائیاں رہ گئیں

یکتا یکتا ہو گیا ملت کا ہر فرد
مدینہ طیبہ کے گھر آہ و زاریاں رہ گئیں

شِکستہ دل سے ملال و غم نکلے
آنسو آنسو تحریر ہوا قیامت تھی

منکر نکیر بیٹھے ہیں تعجب میں
شیخ کے مرنے کی کیا عجب سمت تھی

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب ڈوب گئے
تخیل میں دوزخ، خیالوں میں جنت تھی

کیا خوب گزری حوا کی بیٹی پہ
دوزخ رہی دنیا اب منتظرِ قیامت تھی

کیا دلکش ننھی کلی کا جوبن تھا
ہوس کے نواب کی زہریلی نیت تھی

مومن کے صبر کی سرحد مضبوط ٹھہری رہی، مظلوم کٹتے رہے
قیامت کی موت پہ ابھی کتنی استقامت تھی

مسلم قتل ہوئے مسلم ہی قاتل ٹھہرے
انصاف کی انگڑائی میں کتنی تلخ رحمت تھی

اس سے بڑا ستم کیا دیکھوں
اہلِ کتاب کے پیچھے اہلِ قرآں چلے

جو منکر ہیں تجھ سے تیری خدائی سے
دین کو بیچ کے انہی کے پیچھے آج مسلماں چلے

دلِ فقیر میں قیامتیں ٹوٹتی ہیں
لوٹ کے فقیری کو رہنما' میرے مہرباں چلے

حنبلی، حنفی، نفلی، فرضی
جنت دِکھا کے مجھے ہمراہ دوزخ شیطاں چلے

دل باذ ثابت شاطر ہوئے دغاباز
بیچ کھایا مجھے چھین کے میرا ایماں چلے

آہ! عیسیٰ ابنِ مریم منتظر ہے تیری امتِ محمد
کوئی تو آندھی اٹھے، کہیں تو دھواں چلے

فقط مہدی کے منتظر بیٹھے بیٹھے
مجھ جیسے بے حساب، بے زباں چلے

برداشت نہیں رکھتا صبر نہیں رکھتا
دیکھتی آنکھوں سے نہ دیکھنے والے دیکھے

جاگ اٹھنے سے قبل موت کے مالک آئے
کھلی آنکھوں میں نیند کے نالے دیکھے

مایوسی کے قہقوں کی آوازیں سنی
کچی دیوار کی دراڑوں میں جالے دیکھے

اُن کے گھر بھوک رقص کرتی رہی
لوگوں کو ہنسانے والے رنگیلے دیکھے

غرباء کی عمر کی رنگین سانسیں دیکھیں
قصرِ امراء میں موت کے رنگ اُجلے دیکھے

غم کیا ہے غم سے پوچھئے
جس نے حشر میں عضو کالے دیکھے

پاپی پیٹ کچھ اپنا بھی زہریلا ہے حجازیؔ مان لو
بادشاہ کو پیاس ہے تو ذہن میرا بھی عیّار ہے

کچھ چاہے تو کیا نہیں کر سکتی یہ عوام مگر
طعنے ہیں ایک دوسرے کو میرے ہاتھ بھی خار ہے

مجھ پہ مسلط کیسا جہاں دار ہے
عقل، علم کچھ نہیں مگر سمجھدار ہے

عقل و شعور کا کہنا ہے غزؔی میں مسلم تھے
تم ہی بتاؤ پھر کون غدّار ہے

آزادی کی منزل پہ تیرے پاؤں ہیں
ظالم کی طرف تیری نگاہ جو ہو تو وہ خاکسار ہے

اٹھ کے مسلم پہ غیر آنکھ اٹھی ہے
مٹا دے جو زمانے میں خوار ہے

لوٹنے والوں نے بہت لوٹا
ہوس کے نواب تھے، خدا کی رحمت تھی

ہم سچے تھے مگر چُپ رہے
ان کے پاس ہماری کچھ حکمت تھی

آزادی کو پانے دیوانے مچل رہے ہیں
کاٹ کے رکھ آئے ہیں جو زحمت تھی

عشق و جنوں کا کفن پہن لیا ہم نے بھی
ضدی لوگوں کی ہمارے ہاتھوں مرنے کی نیت تھی

سیفِ ایمان سے بہت صفائی ہوئی
منافقت والوں کی بُری عادت تھی

باہم آواز اٹھی ہے شاہِ لولاک سے
ان کو کوئی چھیڑے کس میں اتنی جرأت تھی

پسینے سے شرابور ہیں قدم ڈگمگا رہے ہیں
ہم نے جو اٹھائی آنکھ، ظلم کی یہ حالت تھی

مرے پڑے ہیں سب کے سب ہمارے سامنے
ہمیں مار دیں گے یہ ان کی جہالت تھی

شاہِ لولاک، اُمتِ محمدی
منتظرِ مہدی، منتظرِ عیسیٰ

فرعون اسرائیل پہ چپ رہا مسلم
چیختا رہا اعصائے موسیٰ

قبولیت کی سانسوں میں اتنی دراڑیں
غمگین بیٹھی دیواریں تکتی رہی دعا

تیری مصلحتیں بہت کٹھن
صرف مسلم کو ہی رہی سزا

جیسے کوئی وجود ہی نہ ہو
رو رو ہاری بنتِ حوا

اندھی آنکھیں زندہ لہو دیکھتی رہیں
ملکِ پاک میں سیاست کی فضا

دلِ غرباء زیرِ پاؤں ہے سیاسی امرا کے
کیسے دیکھتا ہے تُو اور نہ ہی کوئی حل بھیجنا

تماشائے ہجوم قیدِ سحرِ ذر ہے
عقل زیر عجب ہے صرف امراء کو تیرا اکل بھیجنا

دامن چاک چاک کرتے ہیں جاہل شب و روز
تنگی ہے مجھے تیرا اور ابو جہل بھیجنا

عالم نے چاک چاک کر دیا شعور کو غصے میں
حکمراں گواہ ہیں اب بھیجنا تو جاہل بھیجنا

پیوندِ کرتا جلاتی ہے دنیا
اب کوئی کپڑا بھیجنا تو ململ بھیجنا

غمِ جہیز میں مبتلا ہے کوئی
قبل ہوشِ جاں اجل بھیجنا

آج ایک غریب باپ کی بیٹی کی شادی ہے
ہو سکے تو جسمِ باپ میں اِک اور دل بھیجنا

آدم کے بیٹے پیاسے دیکھتا ہوں
حوا کی بیٹی کو بے رنگ آنچل بھیجنا

دیکھنا آتا ہے تجھے سہنا آتا ہے تجھے ورنہ
ظلمت کیوں رہتی تیرے انصاف کے اثر ہونے تک

اِنَّ اللہ مَعَا صَابِرِیْن، یقین رہا
گردنِ صبر کٹتی رہی اکڑ ہونے تک

توں نے خدا دیئے اَن گنت اس سر کے جھکنے کو
سزا پہ سزا رہی دلِ معصوم کو قبر ہونے تک

جنجالوں، وبالوں کے پہاڑ ہوتے ہوتے
جسم کو نہ ملی جاں عمر ہونے تک

یہ ہاتھ پاؤں یہ سر پڑے رہے مصلّے پہ
دعا کو اثر ملا خون و جگر ہونے تک

کس قدر جان لیوا دربان ہیں تیرے در کے
شیخ بدل دیتے ہیں ماہ کو مہر ہونے تک

کہاں ہے انصافِ عمرؓ کہاں ہے شجاعت علیؓ
کہ اب مظلوم مر جاتے ہیں ہوا میں پر ہونے تک

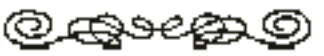

قبر، حشر، جہنم سے گزرا ہوں
میری قوم میں اے خدا مائیں بِک رہی ہیں

چیر چیر ہوا دل، پھٹا پڑا ہے کلیجہ
تیرے محبوب کی امت میں عزتیں بِک رہی ہیں

قیمت نہ پوچھ اب حجاز کی
حرم پاک سے آتی صدائیں بِک رہی ہیں

قاتل ٹھہرے کلامِ پاک کے ملاں، پیر، مرشد
شہر، بازار، گلی گلی دعائیں بِک رہی ہیں

مُنہ پھٹ ہوں کلمہ کفر ہوں تحریرِ فتویٰ ہوں
ملاں، عالم فاضل سے حدیثیں بِک رہی ہیں

ہزاروں معصوموں کے جسم کے ٹکڑے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے
مصلے خرید لیے ہم نے حجازی کہ نمازیں بِک رہی ہیں

زمانے کے ستم گروں نے چاک چاک کردیا
تیرے محبوب ﷺ کی محفل سجاتا کہاں تک

مشرق میں شمس مغرب سے آیا ہے
جسم سے سورج کو چھپاتا کہاں تک

آزادی کی ندا لگاتے لگاتے
کِدھر کِدھر سے جاتا کہاں تک

سُنی، وہابی، شیعہ، دیوبند
اپنے آپ کے ٹکڑے دیکھتا کہاں تک

مجبوریوں، لاچاریوں سے لڑتے لڑتے
دل دھڑکنا یاد رہتا کہاں تک

بے پرواہ سوئے رہے عدوئے ابلیس
میں دروازے کھٹکھٹاتا کہاں تک

اثر رکھتے تھے جو وہ بھی قاتل نکلے
میں جشنِ بدر زندہ رکھتا کہاں تک

رنگینیاں، بہاریں اب کچھ خاص نہیں
دنیا اب میرے کام کی نہیں رہی

شیخ ستم باز رہا ظلم بھرتا رہا
اب حسرتِ دید مسجد کے کسی امام کی نہیں رہی

آہ و پکار آہ وزاریاں آہ در آہ تھیں دیارِ فلسطین میں
ایمان باز بیچنے نکل پڑا ضرورت صمام کی نہیں رہی

قطرہ قطرہ لہوِ غزٰی ہم آواز ہوا
ضرورت اب رحیم و رام کی نہیں رہی

عشق و خودی کی اب کوئی بات نہیں
یہ خُلد اس دہر کے کام کی نہیں رہی

ہم سے ہم گو ہوا ہم سفر
حسرت اب حجازؔی نام کی نہیں رہی

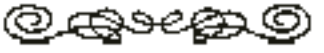

تیرے گھر دل سجدے میں پڑا ہے
تجھ کو گلہ ہے کہ تجھ سے کب مانگتے ہیں

کہنے والوں کے خالی دامن تھے
کیوں کچھ نہیں ملتا جب مانگتے ہیں

کہنے کی زباں ملی تو ہم نے کہہ ڈالا
دل کو برباد کرنے کا حساب مانگتے ہیں

ٹھہری آنکھیں، خاموش چہرے
زندگی کا حساب مانگتے ہیں

غزٰی میں سانس کی شدید رکاوٹیں
ننھے ننھے اصغر قطرہِ آب مانگتے ہیں

کتنی آہیں آسمان کو تکتی رہیں مگر
ظلم مل جاتا ہے جب نواب مانگتے ہیں

اپنی مرضی سے جو پیدا کیا ہے
مظلوم قسمت والے حساب مانگتے ہیں

مظلوم کو جس میں انصاف ملے
وہ لوحِ محفوظ کتاب مانگتے ہیں

سانس گنتے دن سے رات ہوتی ہے
امتِ مسلمہ کو شاداب مانگتے ہیں

امن بنا دے اس دنیا کو
تجھ سے سب مانگتے ہیں

ہمیں اپنی حفاظت میں لے لیجیو
تیری رحمت کا قرب مانگتے ہیں

ایک ہی دین کے کتنے نام بناتے ہو
صبح کو کافر رات کو مسلمان بن جاتے ہو

محفلِ ارض پہ فانی خیمے سجایا کرتے ہو
میرے کلام سے پیٹھ پھیر کے علم بتایا کرتے ہو
جو آئے میری طرف اسے دوزخ دِکھایا کرتے ہو
شیخ نجدی کو آسماں کا رستہ بتایا کرتے ہو

میں جانتا ہوں آج کی اللہ اکبر
دل سے نہیں نکلتے الفاظ زبان سے مگر

ملتا نہیں وقت میری یاد کا' چاہتے ہر وقت ساز ہو
بیچ کھاتے ہو تم' اگر پاس میرا کوئی راز ہو
مُڑ جاتے ہو اگر کبھی میری طرف پرواز ہو
وقتِ پہل اٹھ جاتے ہو اگر ابلیس کی آواز ہو

حاجت مندوں سے حاجت ہوتی ہے
درد مندوں سے محبت ہوتی ہے

غریبوں پہ ہر سُو پھندے کر رہے ہو
مسلماں ہو کے بھی جھگڑے کر رہے ہو
تم کیوں فرقے فرقے کر رہے ہو
تم کن مسجدوں میں سجدے کر رہے ہو

کچھ ہوش کی خبر لو اب
ظلم و ستم سے حشر لو اب

تم مسلماں ہو تم سبھی ایک ہو جاؤ
سُنی، شیعہ، وہابی، دیوبندی ایک ہو جاؤ
بلوچی، سندھی، افغانی، پنجابی ایک ہو جاؤ
وطنِ پاک کے واسطے تم سبھی ایک ہو جاؤ

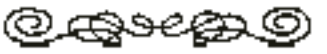

کہنے پہ عمل نہیں کچھ یقینِ مستحکم نہیں
کیوں مجھے احد واحد کہتے ہو

میرا تجھ سے کوئی ناطہ نہیں
ٹھوکریں مارتے ہو غریبوں کو پیوند کہتے ہو

سر جھکاتے ہو میرے منکروں کے آگے
شرم کی بات ہے تم اسے آزاد کہتے ہو

چاندی کے چمکتے ہوئے ٹکڑوں کی خاطر
جائز ہے اسلام میں سود کہتے ہو

اصل تو یہ کہ تم لالچِ آسائشِ ذرِ دنیا ہو
دل مُردہ ہے زباں سے اس چمن کو شاد کہتے ہو

ریزہ ریزہ بیچ کے کھا رہے ہو
روز جسے عوام میں آزاد کہتے ہو

مجھ پہ ایمان نہیں خود میں خودی نہیں
فقط آرد کیلئے مسجود کہتے ہو مجھے معبود کہتے ہو

آتشِ نمرودی بھی ہے نسبتِ ابراہیمی علیہ السلام بھی ہے
زندہ ہو خودی تو جھکا نہیں جاتا

معنی لفظی بھی آتے ہیں تجھے لغوی بھی
مسلمانی زندہ ہو تو حرام کھایا نہیں جاتا

عبادت و عاجزی کو ملائک بہت مجھے
کہ تسبیحاں گننے میں ان سے رُکا نہیں جاتا

حاضری پانچ وقت کو تُو کچھ نہ سمجھ
کسی مسکین کو اگر دو وقت کھلایا نہیں جاتا

تو بیکار و پیوند ہے بے علم و نا مراد ہے
تجھ سے کسی غریب کو کپڑا پہنایا نہیں جاتا

کس بات کا غم ہے کیوں ماتم برپا کرتے ہو
میں تو منتظر ہوں تیرا تجھ سے ہی چلا نہیں جاتا

مجھ سے تیرا کیا لینا دینا حجازیؔ
اک لمحہ بھی تجھ سے میرے لیے گزارا نہیں جاتا

گزرے زماں میں مسلماں کیوں ہے
بتا ذرا اب کے مومن کا پیشہ کیا ہے

عیاری و حرامی و مکاری و عیاشی و شرابی
جینے میں اِن دنوں تیرا جینا کیا ہے

پھر ذلت و رسوائی سے کیوں بچو تم
تہذیب و تمدن کو تم نے دیا کیا ہے

اھدنا الصراط المستقیم
یہ نہیں تو پھر تیرا چلنا کیا ہے

سُنی، وہابی، شیعہ، دیوبند
کیا سوچا پھر محمد ﷺ سے کہنا کیا ہے

صرف ذرِ دنیا مانگتے ہو سجدوں میں
محمد ﷺ کے سجدوں کا تُو نے کِیا کیا ہے

دِل مجسم لیے طوافِ کعبہ ہو
یہی جینا ہے تو پھر مرنا کیا ہے

میں ہی نہ ملا تو کیا حاصل
پھر تیرا جنت میں جانا کیا ہے

مت جھکا کرو تم میرے آگے
غرباء کو تیری چوکھٹ پہ روتے دیکھا ہے

ڈر جاتے ہو ذرا سے اندھیرے سے تم
میں نے تجھے سورج کے آگے جھکتے دیکھا ہے

بتا اپنے سجدوں کے لائق کوئی ترازو
تجھے غرباء کی زمین میں بیج بوتے دیکھا ہے

کس نسبتِ روحانی کے دعوے رکھتے ہو
تیرے ہاتھوں اعضائے موسیٰ علیہ السلام ٹوٹتے دیکھا ہے

منافق بازی ہے بے انتہا عیاری ہے
ایماں سیاسی ہے تیرا ردوبدل کرتے دیکھا ہے

زندہ کر تو دوں اسلام کو مگر
نسبتِ محمدیؐ کو ابلیس سے جُوتے دیکھا ہے

چھوڑ دیا جس نے اسلاف کا دامن
حجازیؔ اسے میں نے قبرستان سے جُوتے دیکھا ہے

چھین کے یتیموں کا مال
سُنا ہے خوب کھایا کرتے ہو

مناتے ہو جھوٹی قسموں، جھوٹے وعدوں سے مجھے
مل کر میرے دشمنوں سے پھر جشن منایا کرتے ہو

میں ہوں جن کے اندر تم جانتے ہو نا!
اِدھر سجدے کرتے ہو اُدھر رولایا کرتے ہو

تول تو برابر ہے مگر زباں میں ہے اونچائی
کیا واقعی حلال ہے جو کمایا کرتے ہو کھایا کرتے ہو

تیرے اندر میرا ذکر تک نہیں
اور محفلوں میں مجھے سجایا کرتے ہو

چھپاتے ہو مجھ سے میری جگہ جان کر بھی
حق داروں سے کتنا حق چھپایا کرتے ہو

عیاری ہے فریبی ہے مکاری ہے تم میں
مجھے نہیں سننی ایسی آذانیں جو سنایا کرتے ہو

تجھے مانگنے کے عمر بھر طریقے ہی نہ آئے
کیسے کیسے لوگوں کے پاس ان دنوں جایا کرتے ہو

اگر مانتے ہو میں نے ہی دیا ہے تم کو جو دیا ہے!
بتاؤ پھر کس رنگ کے غریبوں کو کپڑے پہنایا کرتے ہو

مجھ سے پیار ہے یا مانگ کی طلب ہے
آسمان کی طرف منہ کرکے داڑھی دِکھایا کرتے ہو

بات توبہ کی ہو تو اس سے اچھی عبادت نہیں
جھوٹے سجدوں سے میری چوکھٹ جھٹلایا کرتے ہو

تکلیف تو ہو گی تجھے حجازؔی مگر کیوں ہو گی
پیشہ ور ہو حرام کمایا کرتے ہو حرام کھایا کرتے ہو

قرآن پاک کو تکیہ بناتے ہو اور خوب سوتے ہو
مشکل کشا حاجت روا ایک خدا ایک خدا

صحاح ستہ سے کام لیتے ہو صرف فرقوں کے
حاجت روا مشکل کشا باذنِ خدا مصطفیٰ مصطفیٰ

عریاں لباس ہے کہیں اور کہیں ننگی آنکھیں
پابندِ صوم کا کیا یہی ہے شیوہ !

ماں زیرِ اولاد باپ مجبورِ اولاد!
بتاؤ تو کس تہذیب کو تُو نے اپنایا

عیب جوئی کرتے ہو بے حیائی کرتے ہو
کس مذہب کی نماز کا ہے یہ طریقہ

عزتیں بِک رہیں ہیں جانیں لٹ رہیں ہیں
کتنے کی بیچی ہے تلوار کتنے کا خریدا ہے مصلیٰ

کفر کیا ہے کیا ہے مسلمانی
کبھی وقت ملے تو قرآن کو سمجھنا

کس کی کرتے ہو عبادت، کس سے کرتے ہو الفت
فرصت جو ملے تو محبوبؐ کے پاس جانا

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ
جب ہو جائے سب تو ہماری طرف بھی آنا

محبوب ذرا دیکھیئے تو جن کے لیے آپ کے آنسو تھے
یتیموں کو خنجر دِکھاتے ہیں مسکینوں کو چیر دیتے ہیں

مالِ غنیمت کو آڑ میں لاتے ہیں
گناہ گار جو نہیں اسے مار دیتے ہیں

کشش لذتِ مجاز نے چاک چاک کر دیا ہے
نظرِ لیلیٰ میں جھانجھر دیتے ہیں ایمان کو اجاڑ دیتے ہیں

مومن کے لباس میں وہ پیوند نہ رہے
جو قیصر و کسریٰ کے تختوں کو اکھاڑ دیتے ہیں

وفائے محمد ﷺ جو رکھے، یقینِ خدا جو رکھے
امن کے دیارو دیار دیتے ہیں

جو آیا محبوب کی طرف وہ آیا میری طرف
ہم بے حساب دیتے ہیں اُسے بار بار دیتے ہیں

خیالوں میں رکھتے ہو جسے اِک گمان ہے
میں بتاتا ہوں تجھے، مجھے بتانا آسان ہے

جو جوڑے رکھے تجھے مجھے ! بتاؤ مجھے
اِک ایسا جوڑ جس پہ تجھے مان ہے

لگام سے چھٹ گئے تیرے ہاتھ
اور سوچ میں کس قدر حشر آسان ہے

شکر نہیں آتا میرا تیری زبان پہ
میں نواز دوں تجھے، تو عقل پہ صرف مسکان ہے

تم نے دیکھے ہیں پیروکار کبھی میرے محبوب کے
جن کے تم ہو پیروکار ان کے ذہن میں کتان ہے

منہ میری طرف کر کے حوالے میں محمدی دکھاتے ہو
عشق و الفت کو سمجھے ہی نہیں تیری سوچ میں صرف لگان ہے

روز بروز قتل کرتے ہو اپنی تہذیب کا
مٹ جائے گا زمانے سے تُو پر کہاں حیران ہے

کون سی نماز میرے آنگن میں ہے میں جانتا ہوں
سرا سر الزام ہے تیری ذات پہ کہ تُو مسلمان ہے

میری، میرے محبوب کی کہاں فکر تجھے!
سچ تو یہ ہے حجازی کہ ابلیس تیری جان ہے

بازارِ ہجوم آدمی ہو بے پردہ عورت ہو
شیوہ مسلمانی نہیں طریقِ یورپ سر ہے

سحرِ بیکار و آوارہ طاری ہے
جہیز کو محبتِ ایمان منتظر ہے

اُمیدِ وفا ہے سرتاج سے
شوہر گرفتارِ تہذیبِ یورپِ عطر ہے

آنکھ ننگی کو نگاہ صاف کیوں ملے
مثال مومنہ جو نہیں تو ہمسفر قبر ہے

دائرے میں کیوں آئے صرف اہلیہ پابند کیوں ہو شوہر
خدا کے ہوتے ہوئے جن کی اوروں پہ نظر ہے

دائرہ پختہ کیوں ہو پھر اس گھر کا
حرام کمائی ہے حرام کھلائی ہے اور فکرِ ذر ہے

سمیٹ رکھا ہے میاں بیوی نے صرف اپنا ہی آشیانہ
سلسلہ چمن بندی کا کن بچوں پہ منحصر ہے

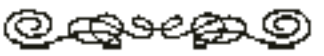

قاتلِ اسلاف قاتلِ ایمان، قاتلِ قرآن میں ہوں
جو بیچ کھاتا ہے حکمِ خدا میں ہوں

خودی مومن، اشرف المخلوقات، نائبِ خدا یہ سب کیا ہے
ہاں اک لفظ ''مسلمان'' حفظ ہے مجھے پکا، ایسا میں ہوں

غلامِ رسول میں موت بھی قبول ہے
نہ قرآن نہ حدیث و سنت سے جس کی وفا میں ہوں

مٹتا ہے تو مٹ جائے یہ جہاں مجھے کیا !
پیٹ آگے مجھے پیاسا میں ہوں

نفس تو تھا ہی دل بھی ہو چکا مخالفِ خدا
یاد ہو اگر حدیث و قرآن، کافر کی ادا میں ہوں

مدِ مقابل ابلیس کبھی آیا ہی نہیں
میں مجھے نہیں لگتا میں ہوں

بصری رحمۃ اللہ علیہ ہے نہ قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے نہ بلالی رضی اللہ عنہ ہے نہ کوئی جذبہ محمدی رہا
ابو جہل تو کچھ بھی نہیں اس کا آقا میں ہوں

دو قدموں کے درمیاں اتنے فاصلے کیوں ہیں
ایک ہے قرآن پھر اتنے حادثے کیوں ہیں

رازق بھی یا خدا صرف توں ہی ہے پھر اتنے شرک کیوں
دنیا والوں کے میرے ذہن میں نقشے کیوں ہیں

جب اپنے لیے ہی میری زندگی میں ہے سب کچھ
تیرے کرم تیرے رحم پھر مجھ سے جڑے کیوں ہیں

دغا دیتے ہیں میرے لوگ ہی میرے لوگوں کو
میرے دل کے اتنے ٹکڑے کیوں ہیں

چھین رہے ہیں منکر میرے مقام سے مجھ کو
میرے لیے ہی میرے ہاتھ میں رسّے کیوں ہیں

دنیا میں پیوست ہو گیا میرا نقشہ
خیالات مقامِ محمود کی انجمن سے مُرے کیوں ہیں

نیچے قبر میں سزاوار تو کافر ہوں گے صرف
اندھے کیوں ہیں منکرنکیر سب کے لیے بہرے کیوں ہیں

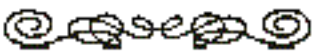

عقل و شعور کا دعویٰ رکھتے ہو
دل میں سب کچھ فنا رکھتے ہو

جنت الفردوس میں مل جائے تجھے آشیانہ
یہی نگاہ رکھتے ہو فقط یہی دعا رکھتے ہو

نمازیں ہیں سجدے ہیں اپنی ذات کے لیے
عشقِ خدا سے خود کو قضا رکھتے ہو

محفلِ مصطفیٰ ﷺ سے زمیں بیدار کیونکر ہو
تکبر چال ہے تیری دل میں دغا رکھتے ہو

نا انصافی و بے عدل پیشہ ہے تیرا
مسلماں کی اوڑھ میں کیا کیا چھپا رکھتے ہو

نفس سے جو ایک ہو تو ذات سے بھی ایک ہو؟
بتاؤ تو اہلِ کتاب سے کیا جدا رکھتے ہو!

اُمیدِ وفا رکھتے ہو پھر خدا سے
حجازی کس مذہب کا خدا رکھتے ہو

اب کہ مسلم میں کس قدر عیب ہیں
خود کو کہتے مگر خدا کا نائب ہیں

اب کہ مغرب بھی چلتا ہے قرآن و سنت پہ
میری ذات سے پیدا ہوتے طریقِ مغرب ہیں

اب کہ میں ہی قاتلِ اسلاف ثابت ہوا
میرے ہی ہاتھ قتلِ تہذیب کے اسباب ہیں

اب کہ خونِ مسلم ہے سڑکوں پہ رنگ کرتا
سیاسی کرسیوں کے اوپر ہم صاحب ہیں نواب ہیں

اب کہ نہ ہو عیش و عشرت تو کیسے کٹے گی یا رب!
قیامت و حشر اٹھنے کے دن یاد کب ہیں

اب کہ کسبِ رزقِ حلال و حرام میں کتنا فرق
ایک کہاں ہے اب نجانے کتنے رب ہیں

اب کہ ہم بھی بنیں گے عنترہ حجازی
زمانے کی چالیں اندھیر عرب کی جانب ہیں

گردنیں کرتے ہیں آگے سونے کی تلوار دیکھ کر
علم یافتہ تو تھے ایمان یافتہ تو تھے

دل پارہ پارہ ہوا آنکھیں سِل سی گئیں
فلسطین زیرِ خنجر تھا ننھے ننھے جگنو تھے

بستی کے جلنے میں ملی سازش تھی
کچھ مسلمان تھے کچھ ہندو تھے

کلیوں کی پتیاں نوچتے رہے
گاؤں کے کچھ لوگ باؤ تھے

چپ کر کے بیٹھو تمہیں پتہ ہی کیا ہے
پھر آنسو جو گرے ماں کے قطرہ قطرہ لہو تھے

ہم نے بیچ کھائے حروفِ قرآن
ہمارے نام جو تھے !

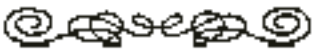

یتیموں کے مال سے جب تو اُسے چومتا ہوگا
چیختا ہوگا حجرِ اسود روتا ہوگا

جس جسم پہ پانی بہاتے ہو صاحب
قطرہ قطرہ آبِ زم زم جہنم ڈھونڈتا ہوگا

زورِ بازو چلاتے ہو مسکینوں پر
دھاگہ دھاگہ غلافِ کعبہ تیرے ہاتھ سے چھُٹتا ہوگا

اُسے تجھ سے لا انتہا پیار ہے وہ کیسے دیکھتا ہوگا
کلامِ خدا کے اوپر جب تُو سوتا ہوگا

کیوں نہ رنجیدہ ہو جنت کیوں نہ غمزدہ ہو
جب تو کوری کوری حرام مال جوڑتا ہوگا

مدینہ طیبہ تو امانتِ محمد ﷺ ہے حجازی
کیا سوچ کے دن رات اسے لوٹتا ہوگا

چند تانبے کے تراشے ہوئے سکوں کے عوض
دل بھی بیچ دیا میں نے جسم بھی بیچ دیا

کششِ لذتِ دنیا کی رنگین صدائیں
مسلمان نام تھا نام بھی بیچ دیا

ہُبل سجانا تھا کعبہ کے اُوپر
ایمان بھی بیچا میں نے اپنا حرم بھی بیچ دیا

دانا دانا تسبیح سموئی اسلاف نے
دام وزنی تھا اسلام بھی بیچ دیا

ترازو تھوڑا سا اور وزنی ہونا چاہیے
حلال کے ساتھ حرام بھی بیچ دیا

ابلیس نے ماتھا چوما میرا اُٹھ کر حجازی
خدا کو سرِ خاص بھی سرِ عام بھی بیچ دیا

کافر مسلم ظاہر باطن مسلم کافر
ردو بدل کرتے کتنے منافق دیکھے

ظاہر سے کچھ تھے باطن سے کچھ
دُہائی کرنے والے سیاسی دیکھے

چہرے پہ داڑھی تھی دل سے تنگ تھے
ایمان کی باتیں کرنے والے ہڑجائی دیکھے

اندر کی بات اور تھی باہر کی اور
لوگوں کو لہو کرنے والے نمازی دیکھے

حق مل گیا غیر مسلم کو بھی
کئی یہودی دیکھے میں نے کئی عیسائی دیکھے

نیت ہی اصلیت نیت ہی کراماً کاتبین
نیت والے بے حساب جنتی دیکھے

لوگ اُن کو کافر کہتے ہیں مگر
خدا سے ملنے والے حجازی دیکھے

محلِ ارض پہ آدم دُہائی ہے
ہر خطے میں نظر آتی خائی ہے

فروخت دین سے ہے میری کمائی
دُہائی ہے دُہائی ہے دُہائی ہے

کہیں نظر آ جائے جو ماحولِ نساء
کس قدر تیز میری بینائی ہے

مسلم تیرا نام مسلم میرا نام
پھر کیوں ایک دوسرے سے ہرجائی ہے

مکاری ہے حرامی ہے دلالی ہے
میری ذات میں کتنی صفائی ہے

لگام چُھٹ جانے دے، حد سے بڑھ جانے دے
جنت مل جائے گی نام حجازؔی ہے!

افراتفری ہر سُو حشر دنیا دیکھتا ہوں
قبل قیامت محشر دنیا دیکھتا ہوں

دل زبان، ظاہر باطن، اندر باہر
منافق باذ، پیاسی انداز، سیاسی پیکر دنیا دیکھتا ہوں

عقل امیر، دل غریب، دوہرا پن
بندہِ خدا مکرِ ابلیس گرفتار دنیا دیکھتا ہوں

لٹ گئے، برباد ہوگئے، مر گئے
اندرونِ دل پُر سکون نظر دنیا دیکھتا ہوں

غم سر چڑھے تو شکوے خدا سے
ہنسی خوشی میں نا شکر دنیا دیکھتا ہوں

مظلوم کو صحرا میں جگہ ملی دام میں
سمندر سے بھری جابر دنیا دیکھتا ہوں

شیطان چل دیئے ہنسی ہنسی جہنم کو
جہالت میں آپ ہوتی امیر دنیا دیکھتا ہوں

مخالف جنت کا کیوں ڈھول بجاؤں
پہلی آنکھ سے نار دنیا دیکھتا ہوں

لہو پیتے ہیں زندوں کو جلاتے ہیں
انسانوں سے بچتا پھرتا ہوں میں

دل و جاں کے جو مجرم تھے بچ نکلے
میرے سامنے رہتے ہیں آنکھیں چراتا پھرتا ہوں میں

فضا کی بھوک کو ہماری خوشیاں نظر آئیں
غربت کو موت جو ہوئی تو بیماریوں کو دوا دیتا ہوں میں

میرے قتل میں میرا ہی ہاتھ تھا
سرد لہجے میں بوجھل آہیں بھرتا ہوں میں

ہُنر ہمارا باغی نکلا
کہنے لگا چلتا ہوں میں

ستم کی انتہا کیا ہے حجازی
جن انسانوں کے ساتھ رہتا ہوں میں

دل امیر ہوئے دولت سے
زرخیز زمین صحرا دیکھتا ہوں میں

لوگوں کو بہت خوش رکھتا ہوں میں
مطلب نکال کے خود خوش رہا کرتا ہوں میں

دن اچھے ہیں ان پہ تو روز ملا کرتا ہوں ان سے
مشکل وقت میں جیسے ہو جان چھڑایا کرتا ہوں میں

خوشی میں اپنا نفس ہو تو عقل و فا کرتی ہے خوب
سو طریقوں سے لوگوں کو دغا دیا کرتا ہوں میں

محنت کشوں سے سر سبز ہوا شجرِ باغِ دنیا
اسی کے سائے میں بیٹھے صرف پھل کھایا کرتا ہوں میں

میری جیب میں گالیاں ہیں اپنے ہی لوگوں کیلئے
ترقی یافتہ لوگوں کو بہت ہنسایا کرتا ہوں میں

حجاب میں ہو چاہے ہو نقابِ فاطمہ سی کہاں پرواہ
دل میں کیسے کیسے ارمان منایا کرتا ہوں میں

اب تو بنتِ حوا بھی قبر میں رہتی ہوں گی حجازؔی
زمانے میں ننگی آنکھ سے پھرا کرتا ہوں میں

چلو آج کہہ دیتے ہیں
سچی ہم تو ایمان لائے ہی نہیں

وہ پیٹ کی باتیں مت بتاؤ
جہاد کے ارادے تو بنائے ہی نہیں

عمرؓ، علیؓ، عثمانؓ، صدیقؓ
ہمارے تو وہ خدوخال رہے ہی نہیں

اپنے آپ کے قاتل ہیں
کسی اور کے تو ستائے ہی نہیں

جنت تو ہمارا پہلا گھر ہے
پُرانے کے تقاضے ہمارے ہی نہیں

ایمان کی نماز پڑھنے
کبھی مسجد تو گئے ہی نہیں

جام تو میسر ہے ہر سُو ہے
حجازی تو قابل مے ہی نہیں

برسوں سے دل کیوں سوختہ ہے
آج میرے ہاتھ میں خامہ ہے

جن سے مقدر ہے دنیا کا وہ تارے مدہم ہیں
رات گئے ہے وقت ہوش کے نظارے گم ہیں
گھر کے چاروں کونے بھی کہاں سالم ہیں
اور کس قدر طاری مجھ پہ نیند کے عالم ہیں

آج وقت ہے جن کا وہ چپ ہیں کیوں
آنے والی نسلوں پہ اتنے سانپ ہیں کیوں

قاتلوں کے ہاتھ میں ہیں میرے ہی آلات
بیچ رہا ہوں ان کو خدا کے انعامات
میری کتابوں سے دے رہے ہیں وہ مجھے ہی جوابات
پھر تماشا ہے کہ میرا ہی لباس ہے ان کی رسومات

جھوٹ خود سے کیوں سچ سچ کہہ دو کہ کون ہو تم
ظاہر سے ہو مسلمان کیا باطن سے بھی مسلمان ہو تم

لے لوں گا دجال سے سب کچھ نہیں مجھے اس کی پاتال چاہیے
بک جائے کچھ بھی سو بک جائے مجھے اکل چاہیے
کیسی تلاوت اب نہیں مجھے قرآن کی رحل چاہیے
ایماں کا ہوں سوداگر اب مجھے کوئی مقتل چاہیے

اکھاڑ پھینکو بے عدل حکمران
سچے دل سے ہو اگر مسلمان

اس وطن کی مٹی تمہاری ہے
پھر پانی کیوں اتنا کھاری ہے
بتاؤ تو تم پہ کیا بھاری ہے
خدا کی مدد تمہارے لیے ساری ہے

حجازیؔ یہ کیا کر دیا ہم نے
ہمارے اعمال ہمیں رولائیں گے

فرقوں میں اُن کو اُچھالنا اچھا نہیں
کس مُنہ سے اُن کے پاس جائیں گے

دل پتھر ہو تو کیا حاصل
زبان سے گیت گائیں گے

دل سے جن سے ادب و الفت نہ ہو
وہ پھر ان کے کیوں ہو جائیں گے

عمر بھر جس کا نام نہ آیا
وہ ہمیں اپنا کیوں جانیں گے

جو خدوخال ہیں تیرے اُسے پہچان سمجھ مسلم
محشر میں ورنہ محمد ﷺ نہ مانیں گے

دل کی نگری میں آج تماشا کمال ہوا
میرا دل ثابت ناداں کمال ہوا

کہیں بت خانے امن کے گہوارے ہوئے
کہیں مسجد میں دنیا داری کا دھمال ہوا

اب کے بجٹ میں ہزاروں مریں گے
غربت کا حساب لگایا، شروع جب سال ہوا

سیاسی دامن میں لپٹا ہے ہر انسان
صرف حکمراں کو شرم آئے کمال ہوا

خدو خال پہ مسلماں کا نام و نشاں تک نہ تھا
ہم آئینے کے روبرو ہوئے تو بہت ملال ہوا

اس دہر کے مسلماں کا شیوہ تو بتانا
دل کئی اشکوں بہا ملاں سے جب یہ سوال ہوا

رحم پہ اترا ہے کوئی آج پھر موڑ دو
ضمیر آیا ہے جس آئینے میں اسے توڑ دو

دل میں کیا ہے تمہارے جانتے ہو نا!
لفظِ مسلماں اب زباں سے چھوڑ دو

باغباں کی مت سنو کہ پھول ابھی مانندِ کلی ہیں
چند سکوں کے عوض بنیاد چمن کو توڑ دو

نائبِ خدا کے اِک ہی فرقے میں کتنے فرق ہیں
آدمِ انسان کو ابلیسِ جن سے جوڑ دو

میں اکیلا کہاں کھا رہا ہوں دین سے
خدایا پیٹ نہیں بھرتا مجھے اور دو

تنہا اندھیرے میں چیختے ہو چلاتے ہو
رو برو لوگ ہیں اب توحید پہ زور دو

اپنا کیا لینا دینا اس گلشنِ چمن سے حجازؔی
یا خدا التجا سن میری مجھے کوئی حور دو

پیچھے بھاگتے بھاگتے دنیا کے
اڑ گیا دین میرے آشیانے سے

سنا ہے کافر پہ بہت انعامات ہیں
خوش ہو گیا میں ابلیس کے آزمانے سے

دنیا کس قدر حسین ہے آج معلوم ہوا
یہ فریب ہے نہیں رُکنا کسی کے منانے سے

پیالے جام سے بھرے پڑے ہیں
امر ڈھونڈنے نکل گیا ساقی مے خانے سے

مفت کا مال ہے ہاتھ آنے دو
یتیم نکل گیا میرے پیانے سے

تم جانتے ہو حجازی یہ حرام ہے
مُنہ باز نہ آیا کھانے سے

تانا بانا بُن بُن ہوا مکمل تھا
میرے ہاتھوں چمنِ طیبہ بیگانہ ہوا

قرآن کے الفاظ بھی الگ ہمارے انداز بھی الگ
فرقے ہوئے مسلمان مسلمانی سے بیگانہ ہوا

تن سجدی، دُعائی من حرامی، مکاری
نماز صرف ماتھے پہ مہراب سجانا ہوا

تو کتنی عظیم ہستی ہے یا رازق!
مزہ ہے کمائی میں سود سے کمانہ ہوا

صبح مومن شام کافر شام مومن صبح کافر
پھر یہ کہ محمد ﷺ ہمارے ہیں جنت ٹھکانہ ہوا!

یورپ دیکھ کافر دیکھ دوزخی ہیں
شیوہ ابلیسی میرا ہے بُرا زمانہ ہوا

غربت کا لہو جاگیر ہے میری
کتنا پاک ہوں آبِ زم زم سے نہانا ہوا

رحمدلی، میانہ روی، تقسیم انصافی
ہائے بربادی! دل قید ہوا زندگی کو جرمانہ ہوا

حجازی کُھل کے سامنے آئی منافقت کملی والے سے
جب میرے سامنے کراماً کاتبین کا آئینہ ہوا

مغرب والوں سے کیسا مقابلہ
مشرق والے مشرق ہی نہ رہے

ہم کو آقا سے پیار ہے
جھوٹ سچ میں فرق ہی نہ رہے

عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، صدیق رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ
ہمارے نصاب میں سبق ہی نہ رہے

اُدھر خودی کے استاد ہی نہ رہے
اِدھر عشق و جنوں کے شوق ہی نہ رہے

حق سے ملتے ملتے کیا ہوا
عشق کی بات تھی عاشق ہی نہ رہے

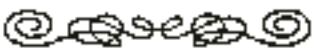

انسان کو انسان سے اتنی محبت
انسان ہی انسان پہ مرتا رہا

انسان کو انسان سے اتنی نفرت
انسان ہی انسان کو مارتا رہا

کل نفس ذائقہ الموت
انسان دنیا کے پیچھے دوڑتا رہا

انسان نے کیا پایا کیا کھویا
انسان صرف آتا رہا جاتا رہا

انسان کو عقل و شعور دیا گیا
انسان اپنی بیٹیوں کو دفناتا رہا

انسان انسانیت کے لیے بنایا گیا
انسان زندوں کو جلاتا رہا

انسان رحمانیت کو مانتا رہا
انسان شیطانیت کو پوجتا رہا

آتی ہے ہر نظر نہیں مل کے جاتی
لاتی ہیں آنکھیں نہیں دل لے کے آتی

پتھر سے بنا مقبرہ چومتی ہے میری قبر چومتی ہے
مقصد کی ہے پجاری دنیا مانگتی جنت مانگتی

انہی سے پوچھو انہی نماز آتی ہے ؟
مانگتی ہے مجھ سے نہیں خدا سے مانگتی

رولاتی ہے دین کو اپنے آشیانوں میں
میری محفل میں سید کے گیت گاتی

چاہتی ہے ہر نظر دنیا کو خدا تجھے نہیں چاہتی
بلھے شاہ روح یہاں سے جانے کو ستاتی

تمہیں سجدوں کی ادائیگی ہی نہ آئی حجازی
مت آیا کرو مجھے تم کیوں ہو رُلاتی

ذرد گھاس کے اوپر شبنم وفا میں ہے
بات سمجھو تو زندگی وفا میں ہے

نفرتیں ہیں یہاں خود کو اپنوں سے
پھر یہ گلہ کہ اثر کہاں دعا میں ہے

سجدے ہیں مخملی قالینوں پہ بعوض پیٹ، جنت
نماز تو ادا ہوئی خدا جانتا ہے عاجزی قضا میں ہے

لہجہ و اخلاق دیکھ کر منجمند ہو جاتا ہے ابلیس بھی
کام نکلواتے وقت انسان کس قدر وفا میں ہے

میسر نہیں کچھ ورنہ بنا دیتا اِک نیا جہاں
یہی پنپنے میں آدم کے دم یہی حوا میں ہے

میرے نالوں سے کئی نکلی آہیں
قبولیت کے در پھر پہنچی دعا

ہر بات پہ جھوٹ کے داغ
ہو گئیں کتنی نمازیں قضا

اس نظر تک کس کی نظر ہے
ساری دنیا سے ڈھونڈ کے دِکھا

جس میں آرزوئے قرآن جاگ اٹھی
قسم سے اُسے مل گیا خدا

کس طرف کو رُخ موڑ لیا ہے
جانے والے اِدھر تو آ

مسلم پہ مصلحتِ خدا کھلی جو
کفر کو ملنے لگی سزا

آسمانوں کی بلندیاں ہیں نصیبِ لولاک
مسلم کو دیتا نہیں زیب ہجومِ تماشائے نساء

ثاقب رقص میں ہے کہ بندہ نماز میں ہے
چاند طوافِ ثاقب ہے کہ ثاقب خدا میں ہے

مومن کہتی ہے جسے دنیا جنتی ہوا میں ہے وہ
آؤ دیکھیں سجدے میں ہے وہ یا رحمتِ دریا میں ہے

اس کی اللہ اکبر سے کہکشاں ہلتی نظر آتی ہے
آتی ہیں فریادیں کہ روحِ ابلیس بھی سزا میں ہے

اِدھر رکوع ہوتا ہے اُدھر ملائکہ ہوتے ہیں تیار
رُخِ انوار اسی کی طرف ہے منظر ہوا میں ہے

پاتک ڈھل رہے ہیں حوضِ کوثر سے
کراماً کاتبین کھل گئی تبارک رحیم برتا میں ہے

نظریں بند ہو گئیں سب، خدا روبرو ہو گیا اس کے
آؤ مل لیں اس سے کہ اب وہ دُعا میں ہے

قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے
آج سے ہم سے ہوائے اسلام چلی ہے

صداقت پھیلے گی، عدل ملے گا، سخی بن گیا، میں بہادر بن گیا
آج سے میں نے خلفائے راشدین کی پگڑی پہنی ہے

نہیں مرنا آتا مجھے جہالت کے پردوں میں
راہِ حق میں پیوست ہے میرا نقشہ ہر بات باطل سے مُڑی ہے

محمدی نسب ہے میرا مردِ مومن ہے پہچان
نیزے پہ تو کبھی سولی پہ آذاں سنائی ہے

محمود و ایاز ہو رہے ہیں تیار اک ہی صف میں
ہو جانا ہے ہر سُو دینِ محمدی مُدت تھوڑی ہے

مکاری ہے ابھی بھی اور کچھ کیادی ہے باقی
ظلم و ستم کے لیے قبر کھودی ہے

سجدے میں سر ہے اٹھنے کا من نہیں
شیخ نجدی سے میں نے یاری توڑی ہے

خدا مل گیا مجھے راہ چلتے چلتے
میری کمائی غریب کی چوکھٹ پہ پڑی ہے

بلالی رضی اللہ عنہ ہے قرنی رضی اللہ عنہ ہے بصری رحمۃ اللہ علیہ ہے بغدای رحمۃ اللہ علیہ ہے
میں ثاقبِ جنت ہوں حجازی میری ہر سانس ان سے جُڑی ہے

صداقت بن، عادل بن، سخی بن، بہادر بن
خلفائے راشدین بہت ہی روٹھے ہیں

الفتِ محمد ﷺ کا لباس پہن لے
کہ جس کو ملے خدا وہی کامیاب ہوئے ہیں

اگر نہ کرے قبول تو کہکشائیں پھٹ جائیں
توبہ کا ہے در کھلا چل سجدے میں چلتے ہیں

اعمال کیا ہیں پکارتی ہے قبر
دنیا کھیتی ہے چلو کچھ اچھا بوتے ہیں

مت بھول اپنے اسلاف کو، آباؤ اجداد کو
مل کے ساری دنیا کو اپنا بناتے ہیں

دامنِ مصطفیٰ ﷺ پکڑ لے مضبوطی سے
خدا کے ہاں بہت ہی تحفے ہیں

حرام کی کمائی کو کیا کرنا حجازی
کافروں کے کتے بہت بھوکے ہیں

قابل شانِ مردِ مومن کی ہوں دکھا دوں گا
برابر ہو محمود و ایاز ایسا جہاں بنا دوں گا

نہیں ڈر قحط کا میں غلامِ مصری نہیں
پسینہ کم پڑا تو چمن کو خوں پلا دوں گا

کہہ دو فرعونِ وقت سے نہیں کرنی غلامی
اعصاءِ موسیٰ سے جھوٹے خدا جلا دوں گا

اک شمع ظلم و ستم کی ہوئی ہے روشن
شعاعوں سے نہیں الجھنا مجھے میں سورج بجھا دوں گا

ہر شاخ پہ سفارش ہر پتے پہ رشوت
جڑیں اکھاڑ دوں گا، میں ایسا درخت جلا دوں گا

محمدی نسب ہے میرا مردِ مومن ہے پہچان
مجھ میں کیسی کمی میں آذانِ بلال ﷺ سنا دوں گا

نہیں مرنا آتا مجھے جہالت کے پردوں میں
روشن ہو جس کی تعبیر وہ جہاں بنا دوں گا

خوشخبری ہو جیسے جنت کی
وہ آج کل بہت ہنسنے لگے ہیں

عشق نے نئی چال چلی ہے
محبت والے رونے لگے ہیں

خدا خیر کرے ظالموں کی
شاہِ لولاک اُن کی طرف جانے لگے ہیں

ایمان کے امتحان بھی پورے ہوئے ہیں
جن کو میسر ہے سب وہ ہلال کھانے لگے ہیں

نمازی سمجھے اب نماز کو
ملک پاک کے واسطے اکٹھے بیٹھنے لگے ہیں

مُسلم نے مُسلم کا ہاتھ جو پکڑا
پروانے آزادی کے گیت گانے لگے ہیں

یہی ہے آج کا قرآن یہی ہے آج کا ایمان
باہم ایک ہونے میں کتنے زمانے لگے ہیں

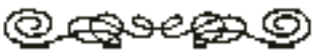

دل بھی ایک کرو جاں بھی ایک کرو
اے خدا! دنیا کے مسلماں بھی ایک کرو

مسلماں ہیں ہم، ایک ہیں ہم
ایک ہی سب کا حرم ایک ہی رحیم
امن و امان کی خاطر ایک ہو جائیں مسلم
نہ رہے کوئی فرقہ، نہ ہو کوئی تقسیم

وطن پاک کی خاطر خدارا ایک ہو جاؤ
اے ایماں کی نظر خدارا ایک ہو جاؤ

قرآن بھی ایک دین بھی
مذہب بھی ایک ایمان بھی
خدارا ایک ہو جائیں مسلمان بھی
تو یہ جہان بھی ہمارا یہ آسمان بھی

جھومتی گھومتی لہراتی گُن گناتی
ہر سانس ملکِ پاک کے گیت گاتی

سرسبز و شاداب وادیاں، رنگین بہاریں، یہ فضائیں
آنکھ مچولی کا کھیل، موسم کی شرارتیں، سرد گرم ہوائیں
خدا کی رحمت کے نظاروں کی گھٹائیں
آنکھوں کو ستائیں، دل کو تڑپائیں

خدایا اس جان کو اِک نئی جان دے
ہمیں امن وامان سے روشن پاکستان دے

جہالت کے اندھیروں سے نکال دے
پاکستان کو اِک نیا جہان دے

ہم ریا کار، ہم سیاہ کار، ہم گناہ گار
شقِ صدر سے ہمارے سینوں میں ایمان دے

کچھ کر کے ہم سمجھ جائیں تیرا قرآن
امتِ محمد کو چمن طیبہ والا پاکستان دے

خدایا ہمیں فرقوں سے نکال دے
چمن طیبہ کو امن کا گلستان دے

دل و جان سے ہمیں ایک کر
ہمارے من صراط مستقیم کی آذان دے

ہمارے علم کو اپنا نور دے
جو روح میں اُتر جائے وہ قرآن دے

جو مٹادے ہر ظلم کو
ہماری آنکھ کو وہ ایمان دے

جو کردے ہر سُو عدل و انصاف
ہمارے کام کو وہ شاہینی پہچان دے

خدایا اس جان کو اک نئی جان دے
ہمیں امن وامان سے روشن پاکستان دے

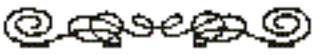

زرد چہرے کی سانسیں ہیں
آپ اِک نظر کر جاتے تو اچھا ہوتا

دل چبوترے آیا سجن سجون مینوں
حیاتی اگوں گل وِچ ہار لافانی پاؤن مینوں

”مجھے تلاش نہ کر ذوقِ بے خودی سجود
نظر کی چند شعاؤں میں گِر گیا ہوں میں“

coming next:

“خدا ‘ ابلیس اور میں ”

Meet me at:

uzair.hijazi.1@facebook.com

Mail me at:

jaanhijazi786@gmail.com